گول میز کانفرنس اور مسلمانوں کی نمائندگی

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - ھُوَالنَّاصِرُ

گول میز کانفرنس اور مسلمانوں کی نمائندگی

نہایت نازک معاملہ

میں یہ مضمون پیر اور منگل کی درمیانی رات کو لکھ رہا ہوں۔ اخبار والوں کو اس وقت تک سائمن کمیشن رپورٹ (Simon Commission Report) کی دوسری جلد مل چکی ہوگی اور وہ اس کی حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہوں گے۔ مگر ہمیں ابھی تک اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں سوائے اس کے جو پہلی جلد کو پڑھ کر ہم نے قیاس کیا ہے اور وہ قیاس کچھ ایسا خوش کن نہیں ہے۔ ایک رات صرف درمیان میں ہے لیکن یہ معاملہ ایسا نازک ہے کہ اس میں ایک رات کے انتظار کو بھی میں درست نہیں سمجھتا۔ جس وقت میرا یہ مضمون لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچے گا' اس وقت تک رپورٹ شائع ہو چکی ہوگی اور غالباً ملک میں ایک جوش کی حالت پیدا ہو چکی ہوگی۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر سائمن کمیشن کی رپورٹ ہماری امیدوں کے خلاف بھی ہو تب بھی ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس (Round Table Conference) کا مطالبہ تھا ہی اسی وجہ سے کہ اہل ہند کے خیال میں اس کمیشن کی رپورٹ ملکی نقطۂ نگاہ سے قابل تسلیم نہ تھی۔ پس اگر وہ رپورٹ واقعہ میں ہماری امیدوں کے خلاف ہو تو اس سے صرف اہل ہند کے خیالات کی تائید ہوگی۔ نہ کہ کوئی ایسی نئی بات جس سے انہیں اپنے رویہ کے بدلنے کی ضرورت محسوس ہو۔

اگر سائمن رپورٹ مسلمانوں کی خواہشات کے خلاف ہو؟

میرے نزدیک سائمن کمیشن کی

رپورٹ اگر ہماری خواہشات کے خلاف ہو تو اس سے صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور اس میں مسلمانوں کی صحیح نمائندگی کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ اگر اس میں ہمارے خیالات کی صحیح ترجمانی نہ کی جائے اور فیصلہ ہماری مرضی کے خلاف ہو تو اس کے بعد سوائے اس کے کہ ملک میں انار کی کا دور شروع ہو جائے ہمارے اختیار میں کچھ باقی نہیں رہتا۔ پس اس سوال کے متعلق ہمیں پوری طرح غور کرلینا چاہئے اور اپنے لئے ایک ایسا طریق راہ تجویز کرلینا چاہئے جس پر چلنا ہمارے لئے موجبِ فلاح و کامیابی ہو نہ موجبِ خسران و ناکامی۔

اگر سائمن کمیشن کی سفارشات مسلمانوں کے منشاء کے مطابق ہوں

اور اگر بالفرض سائمن کمیشن کی سفارشات ہمارے منشاء کے مطابق بھی ہوں تب بھی گول میز کانفرنس کا سوال کم اہم نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ جب جملہ سوالات از سرنو کانفرنس کے سامنے آئیں گے تو اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی کہ کمیشن کی سفارشات میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ پس بہرحال گول میز کانفرنس کا سوال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ مسز اینی بسینٹ (ANNIE BESANT) نے جو اس کانفرنس کی ممبر مقرر ہو چکی ہیں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ نہرو رپورٹ کو اس کانفرنس میں غور کرنے کیلئے پیش کریں گی۔

مسلمانوں کو اتحاد کی بے حد ضرورت

پیشتر اس کے کہ میں اصل مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کروں، میں مسلمانوں کو عام طور پر ایک نصیحت کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی جس قدر اس وقت ضرورت ہے اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ ہر ایک قوم خواہ وہ کس قدر بھی چھوٹی ہو اس کے تعاون کے وہ محتاج ہیں۔ اور اگر اس وقت تفرقہ اور شقاق کا بیج انہوں نے بویا تو یقیناً یہ امران کے لئے سخت مشکلات کا موجب ہو گا۔ گول میز کانفرنس کی نمائندگی کے متعلق اگر مسلمانوں نے یہ سوال اٹھایا کہ اس کا فلاں فلاں نمائندہ فلاں فلاں فرقہ میں سے کیوں چُنا گیا ہے تو ان سے لازماً ان فرقوں کی ہمدردی ان سے ہٹ جائے گی اور قلیل التعداد جماعتیں اپنے نظام اور اپنی قوت عملیہ میں یقیناً کثیر التعداد جماعتوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ پس بِلاوجہ قومی تفریق کا سوال اُٹھانا کسی صورت میں بھی مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا اور اس سے انہیں ہر طرح

مجتنب رہنا چاہئے اور نمائندگی کے سوال کو صرف اپنے خیالات کی موافقت یا مخالفت کے معیار پر پرکھنا چاہئے۔

مسئلہ نمائندگی کی مشکلات

اس مختصر نصیحت کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نمائندگی کا سوال اس قدر آسان نہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت تک کوئی بھی ملکی انجمن ایسی نہیں ہے کہ جس کی نسبت یہ کہا جا سکے کہ وہ ملک کی صحیح ترجمان ہے اور جس کے سب ممبر قوم کے تمام افراد کی رائے سے اس کام کے لئے چُنے گئے ہوں۔ پس سوال یہ ہے کہ کس ذریعہ سے گورنمنٹ معلوم کر سکتی ہے کہ فلاں شخص ملک کی اکثریت کا نمائندہ ہے؟

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں صحیح نمائندگی نہ ہونے سے خطرہ

مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ گورنمنٹ کو اگر بغیر کسی ایسے ذریعہ کے اختیار کرنے کے جس سے قطعی طور پر نہیں تو کم سے کم غالب طور پر یہ معلوم ہو سکے کہ ملک اس وقت کس امر کا مطالبہ کرتا ہے اور کونسے لوگ اس کی رائے کے نمائندے کہلا سکتے ہیں‘ گول میز کانفرنس کے لئے نمائندوں کا انتخاب کرے گی تو وہ لوگ گورنمنٹ کے نمائندے کہلائیں گے ملک کے نہیں۔ اور کیا گورنمنٹ موجودہ جوش کے زمانہ میں خیال کر سکتی ہے کہ اس کے اس فعل کو ہندو یا مسلمان ایک منٹ کے لئے بھی برداشت کر سکیں گے؟ اگر سائمن کمیشن کے مقرر کرنے پر ملک میں شورش پیدا ہوئی تھی تو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے انعقاد پر اگر اس میں مختلف اقوام کی صحیح نمائندگی نہ ہوئی تو زیادہ شور و فساد برپا ہونے کا خطرہ ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کانگریس کو اس مرحلہ پر ایسی طاقت حاصل ہو جائے گی جو اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔

گورنمنٹ خود نمائندے منتخب نہ کرے

گورنمنٹ کے ذمہ دار عہدہ دار اس میں شک نہیں کہ ایک اجنبی ملک کے باشندے ہیں اور اس ملک کے لوگوں کی ملکی حالت سے پوری طرح واقف نہیں لیکن وہ ان جذبات سے ناواقف نہیں ہو سکتے جو سب بنی نوع انسان میں مشترک ہیں۔ وہ یہ امر اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اگر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس نے واقعہ میں کوئی مفید اور مستقل کام کرنا ہے تو کوئی قوم بھی یہ برداشت نہیں کرے گی کہ چند گورنمنٹ کے نامزد کردہ ممبراُن کی قسمت کا فیصلہ ہمیشہ کے لئے

کر آئیں۔ قوموں کی آزادی ایسی چیز نہیں جس سے خطرناک عواقب میں مبتلا ہوئے بغیر کوئی گورنمنٹ خواہ وہ کس قدر ہی زبردست کیوں نہ ہو کھیل سکے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ پوری دیانتداری سے کام کرے گی اور احتیاط سے ممبروں کا انتخاب کرے گی۔ مگر بہرحال اگر گورنمنٹ نے نیابت کا کوئی صحیح طریق اختیار نہ کیا تو وہ گورنمنٹ کے منتخب کردہ ممبر ہوں گے نہ کہ قوم کے نمائندے۔ اور اگر کوئی قوم اس امر پر راضی نہیں ہو سکتی کہ اسمبلی یا کونسل میں جس کا کام بالکل محدود ہے کوئی شخص گورنمنٹ کی طرف سے نامزد ہو کر اس کا نمائندہ کہلائے تو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس جس نے ایک مستقل فیصلہ کرنا ہے اور حکومت کے اصول طے کرنے ہیں اس کے ممبروں کے متعلق کس طرح کوئی قوم اس کو خوشی سے قبول کرلے گی کہ گورنمنٹ ہی اس کی طرف سے اس کے نمائندوں کو تجویز کردے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ گورنمنٹ پچھلی شورشوں سے سبق حاصل کرکے ایسی غلطی کا ارتکاب نہیں کرے گی جس کا کوئی علاج اس کے ہاتھ میں باقی نہ رہے گا۔

نمائندوں کا انتخاب کس طرح کیا جائے

گورنمنٹ کو اس کے فرض کی طرف توجہ دلانے کے بعد یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اگر اس کانفرنس کے لئے نمائندوں کا انتخاب کرنا ہی ہو تو کس طرح کیا جائے۔ کیونکہ کوئی ایسی مشینری ہمارے پاس موجود نہیں جس سے مدد لے کر ہم ملک کی صحیح رائے معلوم کرسکیں۔ میرے نزدیک گو یہ صحیح ہے کہ اس قسم کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں لیکن پھر بھی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض ذرائع ایسے اختیار کئے جاسکتے ہیں جن کی مدد سے مختلف اقوام کی نمائندگی ایک حد تک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ہو سکے اور وہ ذرائع یہ ہیں۔

کونسلوں سے نمائندے طلب کئے جائیں

گورنمنٹ تمام صوبہ جات کی کونسلوں کے ہندو، سکھ اور مسلمان ممبروں سے خواہش کرے کہ وہ اپنی کثرت رائے سے ایک یا دو نمائندے (جو تعداد بھی گورنمنٹ مقرر کرے) ایسے تجویز کریں جو ان کی طرف سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں پیش ہوں۔ اور اسی طرح مرکزی مجالس سے بھی وہ اس امر کی درخواست کرے۔ آگے ہر ایک قوم کی کونسلوں یا مرکزی مجالس کے ممبروں کو چاہئے کہ وہ اس شخص کو اپنا نمائندہ منتخب کریں جو اس امر کا اقرار کرے کہ وہ اپنے آپ کو ان کا نمائندہ سمجھے گا نہ کہ اپنے ذاتی حق پر جانے والا۔ جہاں تک میرا

خیال ہے پنجاب سائمن کمیٹی کے ممبروں کو بھی یہی دھوکا لگا تھا کہ وہ اپنے ذاتی حق کے طور پر اس کمیٹی کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں نہ کہ بطور اپنی قوم کے نمائندہ کے اور اس وجہ سے جو بات بھی ان کے نزدیک درست تھی وہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھ دی اور اس امر کا خیال نہ کیا کہ کوئی انسان خواہ کس قدر ہی لائق کیوں نہ ہو محض اپنی انفرادی حیثیت میں کسی ملک یا قوم کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا اور جب بھی وہ اس کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے بطور نمائندہ کے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ اپنی مرضی کے مطابق قوم کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے۔

اس کے ساتھ ہی ممبروں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہر ایک شہر اور ہر قصبہ کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی قوم کے اسمبلی یا کونسلوں کے ممبروں کو اس امر کی طرف صاف الفاظ میں توجہ دلا دیں کہ اگر انہوں نے اس امر میں اپنے نمائندے سے صاف لفظوں میں یہ عہد لے کر کہ وہ گول میز کانفرنس میں اپنی قوم کے خیالات کی ترجمانی کرے گا اس کام کے لئے منتخب نہ کیا تو وہ آئندہ انتخاب میں ہرگز ان کی مدد نہیں کریں گے۔

سیاسی پارٹیوں کے نمائندے لئے جائیں

کونسلوں سے نمائندے طلب کرنے کے علاوہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ ان سیاسی جماعتوں سے بھی جو ایک عرصہ سے ملک میں کام کر رہی ہیں اور جن کی اہمیت ایک ثابت شدہ اور مسلّمہ اَمر ہے کچھ نمائندے طلب کرے۔ اس طرح اس طبقہ کی نمائندگی بھی ہو جائے گی جو گو کونسلوں یا اسمبلی میں شامل نہیں لیکن ملک میں سیاسی اثر کے لحاظ سے کونسلوں یا اسمبلی سے کم بھی نہیں۔ اس طرح منتخب شدہ نمائندے گو پورے طور پر منتخب نمائندے نہ کہلا سکیں لیکن یہ ضرور ہے کہ موجودہ حالات کے لحاظ سے وہ بہترین نمائندے کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ ہاں اگر گورنمنٹ یہ دیکھے کہ ملک کے کسی اہم طبقہ کی نمائندگی اس طریق سے حاصل نہیں ہوئی تو وہ اس کمی کو نامزدگی سے پورا کر سکتی ہے۔ لیکن محض اپنی مرضی سے چند آدمیوں کو مقرر کر دینا خواہ وہ چوٹی کے لیڈر ہی کیوں نہ ہوں ہرگز ملک کو تسلی نہیں دے سکتا اور ایسے انتخاب کا نتیجہ مُضِرّ ہی نکلے گا۔

گورنمنٹ کو غلطی پر متنبہ کیا جائے

چونکہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اس غلطی کا ارتکاب کرنے کو تیار

بیٹھی ہے اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کونسلوں کے مسلمان ممبر اگر جمع ہو سکیں تو جمع ہو کر ورنہ فرداً فرداً گورنمنٹ کو اطلاع دے دیں کہ اس کے مقرر کردہ نمائندے ان کے یا ان کی قوم کے نمائندے نہ ہوں گے۔ پس گورنمنٹ کو چاہئے کہ ان سے مشورہ کر کے نمائندے مقرر کرے تاکہ وہ لوگ ان کے خیالات کی نمائندگی کے پابند ہوں اور اپنی مرضی سے جو کچھ چاہیں کہہ کر نہ آ جائیں۔ اسی طرح دونوں مسلم لیگوں اور خلافت کمیٹی کو بھی چاہئے کہ وہ گورنمنٹ کو اس غلطی سے متنبہ کر دیں اور ان کے اعلیٰ عہدیداروں کو محض اس امر پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ان کے نام راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں آ گئے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اصول کا سوال ہے اور ان کی قوم کی عزت کا سوال ہے۔ پس انہیں چاہئے کہ جب ان سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شریک ہونے کی درخواست کی جائے تو وہ یورپ کے سیاسیین کے دستور کے مطابق گورنمنٹ کو یہی جواب دیں کہ جب تک وہ اپنی اپنی انجمنوں کی مجالسِ عاملہ سے گفتگو نہ کر لیں وہ اپنی شرکت کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اور پھر ان انجمنوں سے اپنی شرکت اور اپنے طریق عمل کے متعلق مشورہ لینے کے بعد اپنی منظوری سے گورنمنٹ کو اطلاع دیں۔ یہ امر واضح ہے کہ اپنی قوم کا نمائندہ ہونے کی حیثیت میں ان کی بات میں جو اثر ہو سکتا ہے اور ان کی آواز میں جو طاقت ہو سکتی ہے وہ گورنمنٹ کے انتخاب میں ہرگز نہیں ہو سکتی گورنمنٹ کے انتخاب کی وجہ سے وہ بڑے آدمی تو کہلا سکتے ہیں لیکن وہ ایک جماعت نہیں کہلا سکتے۔ اور آدمی خواہ کتنا بھی بڑا ہو جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پھر انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ گورنمنٹ سے صاف کہہ دیں کہ ہم اپنی قوم کے نمائندے ہو کر جا سکتے ہیں ورنہ نہیں تو اس سے گورنمنٹ کی نگاہ میں بھی اور پبلک کی نگاہ میں بھی ان کی عزت بڑھے گی۔ اور خود مسلمانوں کا بھی رُعب قائم ہو گا کیونکہ گورنمنٹ کو معلوم ہو جائے گا کہ اب یہ قوم ایک جان ہو گئی ہے اور اس کی آواز میں ایک شوکت پیدا ہو گئی ہے۔

گورنمنٹ کے تجویز کردہ ممبروں سے مطالبہ

اگر گورنمنٹ اس امر کو قبول نہ کرے تو پھر میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جن لوگوں کو گورنمنٹ نمائندہ تجویز کرے ان سے مطالبہ کیا جائے وہ اعلان کریں کہ وہ اپنے آپ کو اپنی قوم کا نمائندہ سمجھتے ہیں اور یہ کہ وہ اس متفقہ قومی فیصلے کے پابند رہیں گے جو کہ

آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں ہو چکا ہے اور ان حقوق کو ہرگز قربان نہیں کریں گے جن کا مطالبہ اس کانفرنس کے ذریعہ سے مسلمان کر چکے ہیں۔ جو لوگ اس امر کے لئے تیار نہ ہوں' ان کے متعلق سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ملک کے اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ اور ان کے متعلق ان کے صوبہ کے لوگ ہر قصبہ اور ہر شہر سے یہ ریزولیوشن پاس کریں کہ وہ ہمارے نمائندے نہیں ہیں۔ اور ان ریزولیوشنوں کی کاپی لوکل گورنمنٹ ہند کے علاوہ وزیر ہند اور وزیر اعظم برطانیہ کو بھی بھیجی جائے۔ تاکہ یہ معاملہ پردہ اخفاء میں نہ رہے۔ نیز یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ ان نامزدگان میں سے جو لوگ کونسلوں یا اسمبلی کے ممبر ہوں انہیں اگلے الیکشن کے موقع پر ہرگز ووٹ نہ دیئے جائیں بلکہ ایسے لوگوں کی تائید کی جائے جو ایسے اہم امور میں قومی نمائندگی کے اصول کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں مسلمان ممبروں کا طریق عمل

اب ایک سوال رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کبھی بھی دنیا میں دو جماعتیں فیصلہ کے لئے اکٹھی ہوتی ہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ بات دوسروں کی ماننی پڑتی ہے۔ اب اگر کُل یا بعض ممبر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے اپنے آپ کو قوم کا نمائندہ تسلیم کرلیں اور اس کے نقطۂ نگاہ کی وکالت کرنے کے لئے تیار ہوں تو وہ بھی اس قاعدہ کُلّیہ سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ پس سوال یہ ہے کہ وہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقع پر کیا کریں۔ اگر وہ اپنے مطالبات پیش کر کے یہ کہیں گے کہ ان کو ماننا ہے تو مانو نہیں تو ہم جاتے ہیں تو سب دنیا ان پر ہنسے گی اور وہ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونگے۔ لیکن اگر وہ بعض باتوں کو کانفرنس کے موقع پر چھوڑ دیں گے تو ان کی قوم ان سے ناراض ہو گی۔ پس اس کا بھی کوئی علاج سوچ لینا چاہئے۔

مسلمان ممبروں کا نظام اور ان کیلئے ہدایات کا انتظام

میرے نزدیک اس کا بہترین علاج یہ ہو سکتا ہے کہ تمام ممبروں کو جو قوم کے نمائندے ہوں یا قوم کی نمائندگی کو تسلیم کرلیں ایک نظام میں منسلک کر دیا جائے اور ان کا ایک سیکرٹری بنا دیا جائے۔ اس کے بعد آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا اجلاس کیا جائے اور اس میں ایک دفعہ اصلاحات کے سوال پر قومی اور ملکی دونوں نقطۂ نگاہ سے غور کر لیا جائے اور ایک مکمل سکیم تجویز کر کے جس میں حکومت کی تمام جزئیات پر بحث ہو انہیں دے

دی جائے۔ جو امور کہ ملکی ہوں ان کے متعلق انہیں ہدایت کر دی جائے کہ دوسری اقوام اور دوسرے مذاہب کے نمائندوں سے تعاون کر کے کام کریں۔ اور صرف موٹی موٹی ہدایتیں ایسی دے دی جائیں کہ ان میں تغیر نہ ہو۔ لیکن جو امور قومی ہوں یا جن ملکی سوالات کا اثر خاص طور پر قوم پر پڑتا ہو ان کے متعلق ایک ایسی سکیم تجویز کر لی جائے جس میں سے بوقت ضرورت کچھ چھوڑا جا سکے اور ساتھ ہی مخفی طور پر یہ ہدایات دے دی جائیں کہ اس سکیم میں اس قدر تغیر آپ لوگ حسب ضرورت کرنے کے مجاز ہونگے مگر اس سے زائد تغیر پر اگر آپ لوگ مجبور ہوں تو آل مسلم پارٹی کانفرنس سے مشورہ کئے بغیر کارروائی نہ کریں۔ پھر اگر ایسی صورت پیش آئے اور یہ لوگ کسی امر میں مشورہ طلب کریں تو فوراً آل مسلم پارٹی کانفرنس کا اجلاس کر کے مشورہ کر لیا جائے اور نمائندوں کو بذریعہ تار اطلاع دے دی جائے۔ ہاں یہ امر مدنظر رکھا جائے کہ جو لوگ نمائندہ ہو کر گئے ہوں جہاں تک ہو سکے ان کی تجاویز کو اہمیت دی جائے اور بِلا کافی وجہ کے ان کے مشورہ کو رد نہ کیا جائے کیونکہ موقع پر موجود ہونے والا آدمی بعض ایسی باتوں کو جانتا ہے جنہیں دوسرے نہیں جانتے۔

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت

اگر ان تجاویز پر عمل کیا گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت بہت آسانی سے ہوگی۔ میرے نزدیک آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے لئے کام کا وقت ابھی آیا ہے۔ خالی اس امر کو شائع کر دینا کہ مسلمانوں کے یہ مطالبات ہیں کافی نہیں ہے۔ اگر ایسے لوگ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں گئے جنہوں نے ان مطالبات کو پسِ پُشت ڈال دیا تو آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلہ کی قیمت کچھ بھی باقی نہیں رہتی۔ پس یہی وقت ہے کہ وہ ایک طرف گورنمنٹ کو غلط انتخاب کے بد نتائج سے آگاہ کرے اور دوسری طرف پبلک کو اس کے خطرات سے واقف کرے اور اس وقت تک آرام نہ لے جب تک کہ مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ مسلمانوں کے منتخب نمائندوں اور ان کی اہم سیاسی انجمنوں کے ذریعہ سے نہ ہو اور منتخب شدہ ممبر قومی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

احساس ذمہ داری

میں سمجھتا ہوں کہ اس تھوڑے سے وقت میں اور اس جوش کی حالت میں جو کمیشن کی سفارشات کی اشاعت پر ملک میں پیدا ہو جائے گی صحیح راہنمائی بہت مشکل کام ہے۔ لیکن باوجود اس امر کے جاننے کے میں اس ذمہ داری کے

ادا کرنے سے نہیں رک سکتا جس کے صدا بصحراء ثابت ہونے کا احتمال ہے مگر جو اس وقت ہر فرد قوم پر عائد ہے اور اس یقین کے ساتھ اپنی رائے کو شائع کرتا ہوں کہ حق کی آواز ضائع نہیں جاتی۔ اگر آج دبا بھی دی گئی تو کل ضرور بلند ہو کر رہے گی۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

۲۳۔ جون ۱۹۳۰ء

(الفضل ۲۸۔ جون ۱۹۳۰ء)